ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

قاعدہ فقہیہ "ماحرم فعلہ حرم طلبہ" کا تحقیقی مطالعہ اور معاصر اطلاقات

"The Legal Maxim 'What is Forbidden to Do is Forbidden to Seek': A Research Study and Contemporary Applications

Sundas Abdul Malik (Gold Medalist)
Lecturer Islamic Studies, M. Phil Islamic Studies Lahore College for Women University. Email: sundasabdulmalik24@gmail.com
Hafza Humera Iram
Lecturer Islamic Studies, At Govt Associate College for Women Quaidabad Khushab, Mphil Islamic Studies, University of Lahore Sargodha Campus Email: humairapk786@gmail.com

Abstract
The legal maxims of Islamic jurisprudence (Al-Qawa'id al-Fiqhiyyah) serve as foundational pillars that encapsulate comprehensive legal rulings into concise principles, ensuring the adaptability of Sharia across changing eras. Among these, the maxim "Ma Hurima Fi'luhu Hurima Talabuhu" (What is Forbidden to Do is Forbidden to Seek) plays a pivotal role in preventing moral degradation and systemic harm by cutting off the pathways to sin. This research presents a comprehensive qualitative study of this maxim, analyzing its conceptual framework, textual proofs (Adillah) from the Quran and Sunnah, and its roots in the fundamental principle of Sadd al-Dhara'i (blocking the means to evil). Utilizing an analytical and deductive methodology, this paper explores the correlation between prohibited actions and the prohibition of their demand, facilitation, or incitement. Furthermore, the study investigates the contemporary applications of this maxim in modern financial transactions, digital media contracts, and corporate ethics, demonstrating how Islamic law proactively addresses sophisticated modern vices. The findings reveal that the prohibition of "seeking" is an essential defensive shield that preserves societal integrity and ensures that individual intent aligns with the higher objectives of Sharia (Maqasid al-Shariah). The study concludes that understanding this maxim is indispensable for contemporary jurists (Muftis) and scholars to formulate contextual legal rulings (Fatwas) regarding emerging modern complexities.

Keywords: *Legal Maxim, Sadd al-Dhara'i, Contemporary Applications, Islamic Jurisprudence, Prohibited Demand, Maqasid al-Shariah.*

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں جس نے ہماری ہدایت کے لیے قرآن مجید کا نزول فرمایا اور درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ ولی کی ذات پر جنہوں نے اللہ تعالی کے احکامات ہم تک پہنچائے۔ لہذا علوم شریعت میں عبور اور دسترس حاصل کرنا اللہ تعالی کی ایک خاص نعمت ہے۔ اس کے ذریعے بندہ اپنے رب کی حقیقی عبادت بندگی اور مقصود تخلیق کو بجالا سکتا ہے۔ اسی طرح دین اسلام کے احکامات کو عام کرنے کے لیے ہر زمانے کے علمائے دین نے بڑی محنتیں کیں، کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ایک یہاں جمع کیا تو کسی نے اس کی شروح لکھی، کسی نے فن حدیث اور فقہ اصول و قواعد مرتب کیے، قواعد فقیہ تاریخ فقہ اسلامی میں اہمیت کے حامل ہیں

اسلامی فقہ میں بہت سے ایسے اصول موجود ہیں جو شریعت کے بنیادی احکام کو واضح کرنے اور ان کی تطبیق میں مدد دیتے ہیں۔ انہی اصولوں میں سے ایک اہم قائدہ "ماحرم فعلہ حرم طلبہ" یعنی "جو کام کرنا حرام ہے، اس کا مطالبہ کرنا بھی حرام ہے" ہے۔ یہ قاعدہ اسلامی اخلاقیات اور معاشرتی نظم وضبط کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے

یہ اصول اس بنیادی حقیقت پر مبنی ہے کہ اگر کوئی عمل خود ناجائز اور ممنوع ہے، تو اس محمل کے وقوع میں مدد دینا، اس کی ترغیب دینا یا اس کا مطالبہ کرنا بھی حرام ہو گا۔ کیونکہ ایسا کرنا در حقیقت گناہ میں تعاون کے مترادف ہے، جس سے قرآن وحدیث میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ قاعدہ زندگی کے مختلف شعبوں میں لاگو ہوتا ہے، چاہے وہ مالی معاملات ہوں، معاشرتی رویے ہوں یا قانونی وعدالتی امور۔ مثلاً رشوت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں، جھوٹی گواہی دینا اور طلب کرنا دونوں منع ہیں، اسی طرح کسی کو علم، چوری، قتل یا دیگر حرام کاموں پر آمادہ کرنا بھی خود ایک گناہ ہے۔

اس بحث میں ہم اس قاعدے کی تفصیل، اس کے دلائل، عملی مثالیں اور اس سے مستثنیٰ صورتوں پر گفتگو کریں گے تاکہ اس کے اطلاق کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

قاعدہ فقہیہ کا معنی و مفہوم

قاعدہ کی جمع قواعد ہے قواعد کا معنی اساس ہے جیسا کہ قواعد البیت کا مطلب ہے گھر کی بنیاد قواعد سے مراد عمارت کی وہ بنیاد جن پر عمارت کا قیام ہو قرآن کریم میں اس بارے میں قاعدہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم [1]

قاعدہ فقہیہ کی اصطلاحی تعریف

قواعد فقہیہ سے مراد وہ فقہی اصول کلی جنہیں مختصر قانونی الفاظ میں مرتب کیا گیا ہو، اور وہ اپنے موضوع کے تحت انے والے معاملات و مسائل کے متعلق عمومی اور قانونی احکام پر مشتمل ہوں [2]

ماحرم فعلہ حرم طلبہ [3]

وفي لفظ : ما حرم على الأخذ أخذه حرم على المعطى إعطاؤه .[4]
وفي لفظ : (ما حرم أخذه حزم كل شيء منه ، وما ضمنت جملته ضمنت أبعاضه .[5]
حرمة الأخذ حرمة الإعطاء ، وضمان الاجراء
وفي لفظ : ما حرم استعماله حرم اتخاذه[6]
وفي لفظ : ما حرم اخذه حرم اعطاءه[7]

جو لینا حرام ہے، دینا بھی حرام ہے"۔

جس چیز کا لینا لینے والے پر حرام ہے، اس کا دینا دینے والے پر بھی حرام ہے"۔ "

جس چیز کا لینا حرام ہو، اس کی ہر چیز حرام ہوتی ہے، اور جس چیز کی مکمل مقدار کی ضمانت دی جاتی ہو، اس کے حصے بھی ضمانت میں آتے ہیں"۔

جس کا استعمال کرنا حرام ہے اس کا لینا بھی حرام ہے"۔ "

جس کا لینا حرام ہے، اس کا عطا کرنا بھی حرام ہے"۔ "

حرام کی تعریف:

!" ماطلب الشارع ترکہ طلبا جازمًا، فیستحق فاعلہ العقاب، ویثاب تارکہ امتثالا"[8]

حرام وہ چیز ہے جس سے شارع (شریعت) نے قطعی طور پر رکھنے کا مطالبہ کیا ہو، اس کا کرنے والا سزا کا مستحق ہو، اور اس کو چھوڑنے والے کو (اللہ کی رضا کے لیے) ثواب ملے "

۔"

فقہ کا قاعدہ "ماحرم فعلہ حرم طلبہ" یعنی "جو کام کرنا حرام ہے، اس کا مطالبہ کرنا بھی حرام ہے" اسلامی فقہ کے اصولوں میں سے ایک اہم قاعدہ ہے۔ اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عمل کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، تو نہ صرف اس عمل کو انجام دینا منع ہے بلکہ دوسروں سے اس کا مطالبہ کرنا اس پر آمادہ کرنا نہیں حرام ہو گا۔

---

[1] البقرہ-127
[2] شیخ مصطفی بن احمد الزرقاء»، المد خل الفقی العام ، دار القلم ، دمشق سوریا - ۲۰۰۴ ، ج: ۲ص: ۹۶۵
[3] زین الدین ابن نجیم، الاشباہ والنظائر ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان ، ج:۱، ص:۳۴۸
[4] بدر الدین للزرکشی ، المنشور في القواعد ، المطابع التجاریہ ، ج ۳ ص : ۱۴۰
[5] عبداللہ بن احمد بن محمد ابن قدامہ المغنی، دار الحدیث القاھرہ، ج : ۳ ص: ۵۱۳،۳۹۸، ۳۵۱، ج : ۴، ص: ۲۵۳
[6] ایضا: ص: ۱۱۹، ۲۸۵
[7] جلال الدین السیوطی الاشباہ ،، ص، ۱۵۰، الاشباہ ابن نجیم ، ص ۱۵۸
[8] عبد الکریم زیدان،الوجیز فی اصول الفقہ،مکتبہ محمدیہ اردو بازار،لاہور.ص:59

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

وضاحت

یہ قائدو شریعت کے عمومی اصول "سد الذرائع "(حرام کام کے اسباب کو بھی بند کرنا) پر مبنی ہے، کیونکہ کسی حرام کام کا مطالبہ در حقیقت اس کے وقوع میں مدد دینے کے مترادف ہے۔

:دلائل

:قرآن کریم

: اللہ تعالی کا ارشاد ہے

وَلَاتَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[9]

(اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو

اس آیت میں واضح طور پر گناہ کے کام میں معاونت سے منع کیا گیا ہے، اور کسی سے حرام فعل کا مطالبہ بھی اسی میں شامل ہے۔

:حدیث شریف

:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وبائعها، ومُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ، وَأَكِلَ ثَمَنِهَا[10]

"اللہ نے شراب پر لعنت فرمائی، اور اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، نچوڑنے والے، نچوانے والے، اٹھانے والے اور جس کے لیے اٹھائی جائے، سب پر لعنت فرمائی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف شراب پینا بلکہ اس کے مختلف مراحل میں شریک ہونا بھی حرام ہے۔

معنی ھذہ القواعد ومدلولھا

أولاً: ھذہ القواعد تمثل جانباً مھما من جوانب السیاسۃ الشرعیۃ، فقد حرم الشرع علی المسلم أخذ أشیاء کالرشوۃ والربا، وحرۃ ھذہ الأشیاء وأمثالھا- وإن کانت نصاً في الأخذ- فھي أیضا محرۃ لإعطاء، فمالا یجوز للمسلم أن یأخذ رشوۃ أو ربا فھو محرم علیہ أیضا أن یعطي الرشوۃ أو الربا لغیرہ، فیکون ذلک سداً لأبواب[11]

: ان قواعد کا مفہوم اور ان کا دائرہ کار

یہ اصول اسلامی قانون (فقہ) میں ایک اہم پہلو کی نمائندگی کرتے ہیں، جو "سیاست شرعیہ "(اسلامی پالیسی) سے متعلق ہے۔

حرام چیزوں کا لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں، اسلام نے رشوت، سود اور دیگر ممنوعہ چیزوں کو لینے سے منع کیا ہے۔ یہ اصول واضح کرتا ہے کہ جس طرح رشوت یا سود لینا حرام ہے، اسی طرح انہیں دینا بھی حرام ہے۔ یعنی ایک مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خود رشوت لے اور نہ ہی وہ کسی کو رشوت دے۔ یہ قاعدہ در حقیقت اسلامی قوانین میں برائی کے دروازے بند کرنے اور حرام چیزوں کے لین دین کو روکنے کے لیے بنایا گیا ہے

الرشوۃ والربا وأشباھھما أخذ اوإعطاء، لأن الإعطاء وإن کان من جانب المعطي فھو أخذ من جانب الآخذ، وکلاھما محرم[12] ..

رشوت، سود اور ان جیسی دیگر حرام چیزیں لینا اور دینا دونوں منع ہیں۔ اگرچہ دینے والا دینے کی حیثیت سے عمل کرتا ہے، لیکن لینے والے کے لیے دو چیز حاصل کرنا بھی حرام ہوتا ہے، اس لیے دونوں طرف سے یہ عمل ناجائز ہے۔

---

[9] المائدہ:02

[10] امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی ، جامع ترمذی : دار ابن کثیر ، ج:۱، ص: ۱۲۹

[11] محمد صدیقی بن احمد البورنو، موسوعہ القواعد الفقہیہ، ناشر موسوعی الرسالہ ناشرون ، ج : ۹ ص:۱۱:

[12] ایضا،۰۹:۱۱۷

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ثانيا: وتعطي القاعدة الثالثة حكما آخر من أحكام المعاملات، وهو أن ما وجب ضمان جملته أو كله عند إهلاكه أو إتلافه فإن أجزاءه أو أبعاضه مضمونة أيضاً عند الإهلاك أو الإتلاف اعتباراً للجزء بالكل ثالثا: من أمثلة هذه القواعد ومسائلها[13].

دوسرا اصول: نقصان کی ضمانت، یہ قائد و معاملات (معاشی و تخیلی قوانین) کا ایک اور اہم اصول واضح کرتا ہے: اگر کسی چیز کو نقصان پہنچانے یا ضائع کرنے پر اس کی مکمل ضمانت لازم ہو، تو اس کے کسی بھی حصے کو نقصان پہنچانے پر بھی ضمانت لازم ہو گی۔ یعنی "حصہ کو کل کا حکم حاصل ہو گا"۔

حرمة الاستعمال والاتخاذ أن ما حرم الشارع على المسلم استعماله يحرم عليه أيضا اتخاذه واقتناؤه؛ لأن الاتخاذ والاقتناء قد يكون وسيلة للاستعمال فيما بعد، فهذا من باب سد الذرائع[14]

اگر کسی چیز کا استعمال شریعت نے منع کر دیا ہو، تو اس کا محض رکھنا یا اپنے پاس رکھنا بھی حرام ہو گا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی چیز پاس ہو گی، تو مستقبل میں اس کے استعمال کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ یہ قاعدہ "سد الذرائع" (حرام کی طرف جانے والے دروازے بند کرنا) کے اصول پر مبنی ہے۔

إن ما حرم أخذه حرم الأمر بالأخذ، إذ الحرام لا يجوز، ولا يجوز الأمر بفعله، وكذا ما يكره فعله يكره طلبه؛ لأن السكوت على الحرام أو المكروه، والتمكين منه، حرام ومكروه ولا شك أن طلبه فوق السكوت عليه والتمكين منه، فيكون مثله في أصل الحرمة بالأولى، وإن تفاوتت الحرمتان بالقوة[15]

اگر کسی چیز کا لینا حرام ہو، تو اس کے لینے کا حکم دینا بھی حرام ہو گا، کیونکہ حرام چیز کو جائز بنانا ممکن نہیں۔ اسی طرح، جو کام ناپسندیدہ (مکروہ) ہو، اس کے لیے کہنا بھی ناپسندیدہ (مکروہ) ہو گا۔ اگر کسی حرام کام پر خاموش رہنا یا اس کی اجازت دینا ناجائز ہے، تو کسی سے اس کا مطالبہ کرنا تو اور بھی زیادہ سخت گناہ ہو گا۔

:سود کی حرمت

مثالیں اور مسائل۔

كما يحرم على المسلم أخذ الرباوالرشوة يحرم عليه إعطاؤهما للمرابي والمرتشي. لأن في إعطائهما تشجيعاً للرباوالرشوة ونشرأ لهما في المجتمع المسلم[16] :

وفي الحديث الصحيح عن ابن مسعود رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن آكل الرباوموكله وشاهديه وكاتبه[17]

رشوت اور سود کا لینا اور دین دونوں منع ہیں، مسلمان کے لیے صرف سود یا رشوت لینا ہی نہیں بلکہ کسی کو دینا بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح سود اور رشوت کو فروغ ملتا ہے، جو :اسلامی معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ نبی کریم سی ایم نے فرمایا

" اللہ نے سود کھانے والے، اسے کھلانے والے، اس کے گواہ اور اس کے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

وضاحت

سود جس طرح سود لینا شرما حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے کیونکہ قرآن پاک نے "حرم الربوا فرما کر اسے کلیتہ "حرام قرار دیا ہے۔ ربوا (سور) کا لغوی معنی مطلق زیادتی ہے جبکہ اس کا شرعی مفہوم یہ ہے "هو فضل مال بلا عوض في معاوضة مَالٍ بِمَالٍ[18]" (مال کی دو زیادتی جو مال کے بدلے مال کے معاوضہ میں بلا عوض ہوتی ہے ربوہ کہلاتی ہے)۔

---

[13] ایضاً
[14] ایضاً
[15] ایضاً

[16] محمد صديقي بن احمد البورنو، ۰۹:۱۱۷:
[17] ابو عبدالله ،محمد بن اسماعيل البخاري،صحيح البخاري ،دار العلم ممبئي،2239:2
[18] عبد الله بن احمد نسفي، كنز الدقائق ، دار السراج، ج : اص: ۳۴۸

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ربوا کے ثبوت کے لئے قدر اور جنس کا ایک ہونا ضروری ہے اگر دونوں شرطیں موجود ہوں گی تو مال میں تفاضل (زیادتی) اور نساء (تاخیر ادھار) دونوں حرام ہونگے اور اگر صرف ایک شرط پائی جائے گی تو تفاضل جائز ہو گا اور نساء حرام ہو گا اگر دونوں شرائط مفقود ہوں گی تو تفاضل اور نساء دونوں جائز ہوں گے سود کی حرمت قرآن وسنت اور اجماع مینوں سے ثابت ہے۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے اور دینے والے کے متعلق ارشاد فرمایا" عن جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبوا وموكلة وكاتبهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ[19]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، سود دینے والے اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور (فرمایا یہ تمام اس (گناہ) میں برابر ہیں)۔

عن أَبي هريرة رضي اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّبوا سَبْعُونَ جُزْءً أَيْسَرُ هَا أَن يَنْكِحَ الرَّجُلُ امه [20] "

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ، حضور نبی کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم نے فرمایا کہ سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا (گناہ یہ ہے، کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے)۔

مذکور دار شادات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ سود حرام قطعی ہے لہذا اس کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام ہے۔

: حرام کمائی کے ذرائع

حرمة مهر البغي أي الفاجرة وحلوان الكاهن - أي المنجم ومدعي علم الغيب. وأجرة النائحة وأجرة الزامر أي المطرب. فكل ذلك لا يجوز أخذا ولا إعطاء[21].

فاحشہ عورت (زانیہ) کی کمائی، نجومی (کاہن) کی اجرت ماتم کرنے والی عورت کی اجرت، اور گانے بجانے والے (مطرب) کی کمائی لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

فاحشہ عورت (زانیہ) کی کمائی

عن أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ متفق عليه "[22]

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت زانیہ کی کمائی اور کاہن کی شیرینی (عطیے) سے منع فرمایا ہے)۔)

گانے بجانے کی اجرت لھو ولعب اور وقت گزاری کے لئے ناچ گانے اور رقص وسرود کی محفل سجانا حرام ہے۔ اس عمل کے لئے لائی گئی عورتوں کو اجرت دینا اور ان کا وصول کرنا شرعا حرام ہے کیونکہ رب ذوالجلال اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتے ہیں" ومن الناس مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ [23]

اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو مقصد حیات سے غافل کر دینے والی باتوں کا بیوپار کرتے ہیں تا کہ راہ خدا سے بھٹکاتے رہیں اس کے نتائج بد سے) بے خبر ہو کر اس کا مذاق اڑاتے رہیں یہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔)

آیت کریمہ میں مذکور ولفظ لھو الحدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت علامہ محمود آلوسی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ

---

19 مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم ، ناشر خالد احسان لاہور ، ج: ۲ص، ۲۲۴۴
20 ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ ، دار سراج ، ج ، ۲ ص2229
21 محمد صدیقی االحمد البورنو117:09
22 صحیح مسلم-2009
23 لقمان-06

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

تعالی علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں "عن الْحَسَنِ كُلِّ مَاشَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَذِكْرِهِ مِنَ السَّمَرِ وَالْأَصَاحِيكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِهَا[24] . "

یعنی ہر وہ بات لھو الحدیث ہے جو تجھے اللہ تعالی کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے رات گئے تک قصہ گوئیاں،

بنانے والے چکلے، ہر طرح کے خرافات اور گانا بجانا وغیر واس میں شامل ہیں)۔

اس آیت کی روشنی میں ایسے تمام امور کے لئے اجرت دینا اور لینا حرام ہے باری بر حق صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات گرامی بھی پیش خدمت میں ملاحظ فرمائے۔

I

عن أبي سلمة قال قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم لايَحِلُّ تَعْلِيمُ الْمُغَنِّيَاتِ وَاثْمَانُهُنَّ حرام وفي مثل هذا نزلت ومن الناس من يشتري لهو الحديث الآية وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَرْفَعُ صوتة بالغناء الاَبعث الله شيطانين أحدهما على هذا المنكب والآخر عَلَى هَذَا الْمَنْكِبِ وَلَا يزالان يضربان به هما حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي البغوى[25]

حضرت ابو سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے کی تعلیم دینا جائز نہیں اور ان سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت: ومن الناس مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ[26]

نازل ہوئی جو آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالی دو شیطان اس کے پاس بھیج دیتا ہے ان میں سے ایک دائیں کندھے پر ہوتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر اور دو اسے اپنے پاؤں کے ساتھ مسلسل مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جائے)۔

عن أبي أمامة رضي الله عنه عَنْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاتبيعو القينات ولايشترو هُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِي تجارة فيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ تمنهن حرام[27]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گانے والیوں کو نہ بیچو نہ انہیں خرید ہو اور نہ انہیں تعلیم دو۔ انکی تجارت میں نفع ہر گز نہیں اور ان کی کمائی حرام ہے) مذکورہ

آیت طیبہ اور احادیث کی روشنی میں ہی فقہا فرماتے ہیں "الغناء حرام (گانا حرام ہے) اس مسئلہ پر تفصیلی بحث تفسیر مظہری تفسیر ضیاء القرآن اور دیگر تفاسیر میں مذکورہ آیت کریمہ کے تحت ملاحظہ کی جاسکتی ہے ہمارا مقصود فقط اتنا ہے۔ کہ رقص و سرود کی وہ محفل جو خالصہ "لھو و لعب کے لئے معصیت و گناہ کو عام کرنے اور فسق و فجور کو رواج دینے کے لئے منعقد کی

جائے اور اس میں شریک افراد فسق و فجور کے عادی ہوں اور محفل کی کشش نماز اور دیگر ارکان شرعیہ بجالانے میں ان کے لئے۔ رکاوٹ ہو تو بالاتفاق ایسی محفل کا انعقاد ناجائز ہے اور اس پر خرچ کی گئی رقم کا لینا دینا حرام ہے۔

[24] علامہ آلوسی روح المعانی دار الکتب العمیہ،لبنان89:01
[25] ثناءاللہ پانی پتی،تفسیر مظہری،ضیاء القرآن 247:07
[26] لقمان:06
[27] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ،جامع ترمذی2168

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

کاہنوں اور نجومیوں کی اجرت

کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جا کر اپنے حالات دریافت کرنا اور پھر ان کی بتائی ہوئی باتوں پر صحت کا اعتقاد رکھنا شرعا" جائز نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کے لئے انتہائی شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور کاجنوں کی اجرت کو ممنوع قرار دیا ہے۔" عن حفصة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اَتی عرافا فسألہ عن شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَہُ صلواۃ اَرْبَعِینَ یَوْمًا[28]"

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کاہن و نجومی کے پاس آیا اور کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی ؟(عن اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَى كاهنا فصادقة بما يَقُولُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم[29]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کے قول کو سچا جانا تو وہ قرآن اور دین اسلام سے (الگ ہو گیا)

نوحہ کی اجرت

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عورتیں بیعت کے لئے حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نوحہ (ماتم) نہ کرنے کا عہد لیتے تھے اس لئے نوحہ کرنا بالاجماع حرام ہے شارح بخاری، علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں۔

ان النوح حرام بالاء جماع لأنہ جاھل[30] "

بیشک نوحہ بالاجماع حرام ہے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسم ہے لہذا اگر کسی نے اس فعل حرام کے لئے کسی کو اجرت پر لیا تو اس کا اجرت دینا اور نوحہ کرنے والی کا اجرت لینا حرام ہو گا حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس فعل شنیع سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف انداز میں شدید وعید میں بیان فرر عید میں بیان فرمائیں ان میں سے چند آپ بھی ملاحظ فرمایئے۔ ان میں سے بھی۔

عَنْ ابْنِ عُمر عن أبيه رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلَّمَ قَالَ الْمَيْتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِه بما نيخ عَلَيْهِ[31]

حضرت ابن عمر اپنے باپ سے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو قبر میں اسی شئ سے عذاب دیا جاتا ہے جس سے اس پر توجہ کیا جائے۔

عن أبي سعيد الخيري رضي اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ النائحة والمستمعة[33] .[32]

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے نوحہ کرنے والی اور توجہ سننے والی پر لعنت کی ہے۔

عن عَلی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ نَهَى عَنِ النوح"[34]

(مصنف ابن ابی شیبہ (حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ کرنے سے منع فرمایا ہے

حدیث ابن عمر أخرجہ البیہقی أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلَّمَ لَعَنَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ والحالقة والسابقة والواشرة والمتوسمة وقال لیس للنساء في اتباع الجنائز أخری[35]

امام نقی نے حضرت ابن عمر کی سند سے حدیث بیان کی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ کرنے والی توجہ سننے والی مصیبت کے وقت بال کھولنے والی مصیبت کے) (وقت آواز بلند کرنے والی پر لعنت کی ہے اور فرمایا عورتوں کے لئے جنازوں کے پیچھے چھٹے میں کوئی اجر نہیں ہے

---

[28] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم،9536
[29] بدر الدین العینیعمدة القاری، دار الکتب العلمیہ-84:1
[30] بدر الدین العینیعمدة القاری، دار الکتب العلمیہ-84:1
[31] ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری،1286
[32] سلیمان بن اشعث بن اسحاق ،سنن ابی داود،ضیاءالقرآن پبلیکیشن،3128:2
[33] عمدة القاری،85:2
[34] صحیح بخاری-،1284
[35] عمدة القاری،85:2،

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ[36]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے رخساروں پر تمھاپے لگائے اور گریبان چاک کیا (اور زمانہ جاہلیت کی طرح بین کئے

مذکورہ تمام ارشادات نبویہ سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ شریعت اسلامیہ میں نوحہ کرنے کی قطعا اجازت نہیں اور یہ بالاجماع حرام ہے لہذا اس پر اجرت لینا اور دینا بھی حرام ہے۔

مردوں کے لیے سونا اور ریشم کی حرمت

حرم الشارع الحكيم على الرجل المسلم لبس الذهب، فبناء على ذلك يحرم عليه أن يتخذه أو يقتني خاتماً من الذهب ومنها : كما حرم على الرجال لبس الحرير بحرم عليهم اقتناء أثواب الحرير أو اتخاذها دفعا للوقوع في الاستعمال المحرم بعد ذلك وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهُوَ عُثْمَانُ ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيِّ كِلاهُمَا، عَنِ جرير واللَّفْظُ لإِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التيمي ، عن أبي عثمان ، قال: كُنَّا مَعَ عتبة بن فرقدٍ، فَجَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ ، أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا يَلْبَسُ الحَرِيرَ إِلَّا مَنْ لَيْسَ لَهُ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْآخِرَةِ إلا هكذا "، وقال أبو عثمان بإصبعيه اللتين تليان الإبهام، فرنيتُهُمَا أَزْرَارَ الطَّيَالِسَةِ حِينَ رَأَيْتُ الطَّيَالِسة[37]

مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے۔ شریعت نے مسلمان مردوں پر سونے کے زیورات پہننے کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا، مردوں کے لیے سونے کی انگھوٹھی یا زیورات رکھنا بھی منع ہے، کیونکہ اسے رکھنے سے بعد میں پہننے کا امکان ہوتا ہے۔ مردوں کے لیے ریشم کے

کپڑے پہننا حرام ہے۔ شریعت نے مردوں کے لیے خالص ریشم پہننا حرام کیا ہے۔ اس بنیاد پر مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے خرید نام رکھنا یا جمع کرنا بھی ناجائز ہے، تاکہ وہ بعد میں انہیں نہ پہن لیں۔

جریر نے سلیمان تیمی سے، انھوں نے ابو عثمان سے روایت کی، کہا: ہم عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وقت نے فرمایا: "ریشم کا لباس) اس کے سوا کوئی شخص نہیں پہنتا جس کا آخرت میں اس میں سے کوئی حصہ نہ ہو، سوائے اتنے (ریشم) کے اتنی مقدار جائز ہے)" ابو عثمان نے انگوٹھے کے ساتھ کی اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ مجھے اس طرح معلوم ہوا کہ جیسے وہ طیلسان (نشانات والی عبا) کے بٹنوں والی جگہ کے برابر) ہو، یہاں تک کہ میں نے (اصل) طیلسان دیکھے، (وہ اتنی مقدار ہی تھی۔

سونا اور چاندی کے برتنوں کی حرمت

ومنها : تحريم استعمال أواني الذهب والفضة للرجال والنساء ، فكذلك يحرم عليهم اتخاذها واقتناؤها - كتحفة - حتى لا يكون ذلك وسيلة إلى استعمالها من بعد ومنها : تحريم اتخاذ الكلب لمن لا يصيد أو لا يريد أن يحرس ماشيته أو زرعه حدثنا محمد بن رمح, انبانا الليث بن سعد . عن نافع عن زيد بن عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي بكر, عن أم سلمة انها اخبرته عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, قال:" إن الذي يشرب في إناء الفضة, إنما يجرجر في بطنه نار جهنم[38]."

سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال اور رکھن دونوں حرام ہیں۔ اسلام نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع کیا ہے، چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں۔ اس اصول کے تحت ایسے برتنوں کو بطور زینت یا تحفہ رکھنا بھی منع ہے، تاکہ مستقبل میں ان کے استعمال کا راستہ نہ کھلے۔ بلاضرورت کتا پالنا حرام ہے، اسلام میں کتے کو شکار، کھیت یا مویشیوں کی حفاظت کے لیے پالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن محض شوق کے لیے کتا پالنا جائز نہیں، کیونکہ یہ مستقبل میں غیر ضروری اور ناپاک استعمال کی طرف لے جا سکتا ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے"۔

---

[36] صحیح مسلم:285
[37] بدر الدین ،زرکشی،المنشور139:3
[38] صحیح بخاری ،5634

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

رشوت کی حرمت:

الرشوۃ یحرم أخذھا، وإعطاؤھا، ویحرم أیضاً طلبھا من غیرہ إذا کانت لإحقاق باطل، أو إبطال حق. حدثنا أحمد بن یونس، حدثنا ابن أبي ذئب عن الحارث بن عبد الرحمن، عن أبي سلمۃ، عن عبد اللہ بن عمرو، قال: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشي والمرتشي[39] "

کا مطالبہ کرنا بھی حرام ہے۔ رشوت لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی اور سے رشوت مانگے تو وہ بھی گناہگار ہو گا، خاص طور پر (Bribery) رشوت جب یہ حق کو باطل بنانے یا باطل کو حق بنانے کے لیے ہو۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے، اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔

دیگر متعلقہ مسائل

کذلک شھادۃ الزور، والیمین الکاذبۃ، والظلم، وماشاکل ذلک یحرم الفعل، والتوسط والطلب. کذلک لا یجوز غش الغیر، ولا خدیعتہ، ولا خیانتہ، ولا إتلاف مالہ ولا سرقتہ، ولا غصبہ، ولا فعل مایوجب حدا أو تعزیرا أو إساءۃ، ولا یجوز طلب شيء منھا أن یفعلہ الغیر

، جھوٹی گواہی دینا حرام ہے، اور کسی کو جھوٹی گواہی دینے پر مجبور کرنا یا اس سے جھوٹی گواہی طلب کرنا بھی (False Testimony & Oath) جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم حرام ہے۔ جھوٹی قسم اٹھانا گناہ کبیرہ ہے، اور کسی کو جھوٹی قسم اٹھانے پر آمادہ کرنا بھی ناجائز ہے۔ دھوکہ، خیانت اور کسی کے مال کو تلف کرنے کا مطالبہ کرنا، کسی کو دھوکہ دینا، فریب دینا، خیانت کرنا اور کسی کے مال کو نقصان پہنچانا شرعاً حرام ہے۔

عصری اطلاقات

فقہی قاعدہ ماحرم فعلہ حرم طلبہ "یعنی "جو کام کرنا حرام ہے، اس کا مطالبہ کرنا بھی حرام ہے" عصر حاضر میں بھی اتنا ہی مؤثر اور قابل اطلاق ہے جتنا کہ ماضی میں تھا۔ جدید دور میں اس قاعدے کا اطلاق زندگی کے مختلف شعبوں میں کیا جا سکتا ہے، جن میں معاشرتی، قانونی، معاشی، سوشل میڈیا، اور ٹیکنالوجی کے میدان شامل ہیں۔

قانونی اور عدالتی نظام میں اطلاق۔

جھوٹی گواہی دینا شریعت میں حرام ہے، لہٰذا کسی سے جھوٹی گواہی طلب کرنا بھی حرام ہو گا۔ کسی وکیل پانچ سے غلط فیصلہ دلوانے یا انصاف کے خلاف کسی بھی اقدام کا مطالبہ کرنا بھی اس قاعدے کے تحت ناجائز ہے کسی کو بے گناہ پر جھوٹا مقدمہ دائر کرنے کے لیے کہنا بھی اس قاعدے کی خلاف ورزی ہے۔

کاروبار اور معیشت میں اطلاق۔

رشوت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں، لہٰذا کسی کو رشوت دینے کا مطالبہ کرنا یا کسی سے رشوت طلب کرنا بھی حرام ہے۔ ناجائز سودی لین دین کرنا حرام ہے، چنانچہ کسی سے سودی قرض کا مطالبہ بھی ناجائز ہو گا۔ جعلی یا غیر معیاری مصنوعات بیچنا حرام ہے، اس لیے کسی سے جعلی مال خریدنے یا تیار کروانے کا مطالبہ بھی حرام ہو گا۔

میڈیا اور سوشل میڈیا پر اطلاق۔

اگر کسی کو گمراہ کن خبروں یا جھوٹی معلومات پھیلانا حرام ہے، تو کسی سے ایسی خبریں شائع کرنے یا وائرل کرنے کا مطالبہ بھی ناجائز ہو گا۔ کسی کو فحش، غیر اخلاقی یا اسلام مخالف مواد بنانے، پھیلانے یا اس میں کام کرنے کا کہنا بھی اس قاعدے کی خلاف ورزی ہے۔ کسی مشہور شخصیت یا عام فرد کی عزت خراب کرنے کے لیے جھوٹے الزامات یا افواہیں پھیلانا حرام ہے، لہٰذا کسی کو ایسا کرنے کے لیے کہنا بھی حرام ہو گا۔

[39] ترمذی 1337:1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ میں اطلاق۔

ہیکنگ اور غیر قانونی سائبر حملے حرام ہیں، اس لیے کسی کو اس کام کے لیے کہنا یا کسی ہیکر سے ایسا مطالبہ کرنا بھی ناجائز ہو گا۔ غیر اخلاقی یا غیر قانونی سافٹ ویئر اور ویب سائٹس یا کسی کی جھوٹی ویڈیوز بنا کر اسے بدنام کرنے کا عمل حرام ہے، تو کسی کے یہ مطالبہ کرنا بھی حرام ہو گا۔ (Deepfake) بنوانا بھی اس قاعدے کے تحت آتا ہے۔ ڈیپ فیک

سماجی و اخلاقی اطلاق

اگر زنا، شراب نوشی اور دیگر فحاشی و منکرات حرام ہیں، تو کسی کو ان میں شامل ہونے پر مجبور کرنا یا ترغیب دینا بھی حرام ہے۔ کسی کو دھوکہ دینے، جھوٹ بولنے یا خیانت کرنے کے لیے کہنا بھی ناجائز ہو گا۔ والدین یا اساتذہ کی نافرمانی حرام ہے، تو کسی کو ان کی نافرمانی پر اکسانا بھی حرام ہو گا۔

فتاوی جات

کریڈٹ کارڈ بنوانا اور اس کا استعمال درست نہیں ہے، اس لیے کہ کسی معاملے کے حلال و حرام ہونے کی بنیاد درحقیقت وہ معاہدہ ہوتا ہے جو فریقین کے درمیان طے پاتا ہے، کریڈٹ کارڈ لینے والا کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے اداروں کے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہے کہ اگر مقرر و مدت میں لی جانے والی رقم واپس نہ کر سکا تو ایک متعین شرح کے ساتھ جرمانہ کے نام پر سود ادا کروں گا۔ شریعت میں جس طرح سود لینا حرام ہے، اسی طرح اس کا معاہدہ کرنا بھی شرعاً حرام ہے۔

اس بنیاد پر بالفرض اگر کریڈٹ کارڈ لینے والا شخص لی گئی رقم مقررہ مدت میں واپس بھی کر دے تو معاہدہ سودی ہونے کی وجہ سے اصولی طور پر کریڈٹ کارڈ کا بنوانا اور استعمال ناجائز ہے۔ اور اگر مقررہ مدت کے بعد سود کے ساتھ رقم واپس کرتا ہے تو اس کے ناجائز ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے، اس لیے ادائیگی کی صورت کوئی بھی ہو اس سے قطع نظر نفس معاہدہ کے سودی ہونے کی وجہ سے کریڈٹ کارڈ بنوانا اور اس کا کسی بھی کام میں استعمال کرنا ناجائز ہے۔[40]

فتاوی شامی میں ہے،

.وفي الأشباه كل قرض جرّ نفعًا حرام، فكره للمرتهن سكنى المرهونة بإذن الراهن .(قوله: كل قرض جر نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر"

ثم رأيت في جواهر الفتاوى إذا كان مشروطا صار قرضا فيه منفعة وهو ربا وإلا فلا بأس به اه ـ فإن المنح ملخصا وتعقبه الحموي بأن ما كان ربا لا يظهر فيه فرق بين الديانة والقضاء على أنه لا حاجة إلى التوفيق بعد الفتوى على ما تقدم أي من أنه يباح[41]!" .

:الأشباہ والنظائر میں ہے

.ما حرم فعله حرم طلبه

الاشباہ" میں ہے: ہر وہ قرض جو نفع لائے، حرام ہے، لہٰذا گروی رکھنے والے کے لیے گروی رکھی گئی چیز میں رہائش اختیار کرنا، راہن اصل مالک کی اجازت سے مکروہ ہے۔ (یہ " (قول: "ہر وہ قرض جو نفع لائے، حرام ہے" یعنی اگر یہ نفع مشروط ہو، جیسا کہ "البحر" سے منقولہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

پھر میں نے "جواہر الفتاویٰ" میں دیکھا کہ اگر یہ شرط کے ساتھ ہو تو ایسا قرض جس میں نفع ہو، سود (ربا) بن جاتا ہے، ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ "المنح" میں اس کا خلاصہ ہے، اور حموی نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ جو چیز سود (ربا) ہو، اس میں دیانت (شخصی حیثیت) اور قضاء (عدالتی فیصلے) میں کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا، اور جب فتویٰ گزر چکا کہ یہ جائز ہے، تو تطبیق کی ضرورت نہیں۔ (مبحث: "ہر وہ قرض جو نفع لائے، حرام ہے"۔[42]

: الاشباہ والنظائر میں ہے

" جس کام کا کرنا حرام ہو، اس کا مطالبہ (طلب کرنا) بھی حرام ہے۔ "

---

[40] دار الافتاء، جامعہ علوم اسلامیہ، محمد یوسف بنوری

[41] فتاوی شامی، 122:5، فتوی نمبر 144504102357

[42] جوہر الفتاوی 166:5

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

دستاویز کی اجرت اور پراجیکٹ کے حقیقی اخراجات سے زیادہ ظاہر کرنے کا حکم۔

سوال

مجھے ایک کمپنی سے کچھ کام کا موقع ملا ہے، کام یہ ہے کہ ایک صنعتی پراجیکٹ لگانے کے اخراجات معلوم کرنے ہیں اور اس کے دستاویزات تیار کرنے ہیں، میں وہ دستاویزات تیار کرو یلے گا اور کمپنی کے مالک اس کے مطابق قرض رقم صنعتی یا حکومتی اداروں سے لینا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں ان کا مطالبہ مجھ سے یہ ہے کہ میں زیادہ لاگت کا پراجیکٹ دکھاؤں تاکہ ان کو زیادہ بڑا قرض مل سکے، یاد رہے یہ قرضہ سودی ہو گا، اب مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ میں جو دستاویزات تیار کر کے دوں گا اس کی بنیاد پر سودی قرض کے معاملات طے ہوں گے، کیا میرے لیے یہ کام جائز ہے؟ نیز اگر وہ یہ قرض لیتے ہیں اور میرا پراجیکٹ منظور ہو جاتا ہے تو وہ مجھے نوکری دینے کے لیے تیار ہیں اس صورت میں کیا یہ نوکری جائز ہو گی؟

جواب

صورت مسئولہ میں سائل کے لیے صنعتی پراجیکٹ لگانے کے اخراجات کی دستاویزات بنا کر اجرت لینا تو جائز ہے اور اس میں بھی پراجیکٹ لگانے پر جو حقیقی اخراجات آئیں گے صرف اسی قدر ظاہر کرنا جائز ہے، حقیقی لاگت سے زیادہ ظاہر کرنا جائز نہیں ہے، باقی کمپنی کا مالک اگر یہ دستاویزات دکھا کر کسی سے سودی قرضہ لیتا ہے تو اس کا گناہ کمپنی کے مالک پر ہو گا، نیز اگر سائل کو مذکورہ کمپنی میں نوکری مل جاتی ہے تو اس میں نوکری کے جائز ہونے یا نہ ہونے کا دار و مدار اس کمپنی کے کاروبار کے جائز ہونے یا نہ ہونے پر موقوف ہو گا، اگر کمپنی کا کاروبار شرعی اصولوں کے مطابق ہو تو اس میں نوکری کرنا جائز ہو گا اور اگر اس میں کوئی غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوں تو اس میں نوکری کرنا شرعاً جائز نہیں ہو گا۔

صحیح بخاری میں ہے

عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:(لكل غادر لواء يوم القيامة، قال أحدهما: ينصب وقال الآخر: يرى يوم القيامة، يعرف به.[43] "

صحیح مسلم میں ہے

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام. فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا. فقال ما هذا يا صاحب الطعام؟" قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال" " أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس؟ من غش فليس مني."[44]

:مجلہ الاحکام میں ہے

"الأجير يستحق الأجرة إذا كان في مدة الإجارة حاضر اللعمل ولا يشرط عمله بالفعل ولكن ليس له أن يمتنع عن العمل وإذا امتنع لا يستحق الأجرة"[45]

: شرح المجلد الانامی میں ہے

ما حرم أخذه حرم إعطائه، كما حرم الأخذ والإعطاء فعلا حرم الأمر بالأخذ، إذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله...ما حرم فعله حرم طلبه....فكل شيئ لا يجوز فعله، لا يجوز طلب ايجاده من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده"[46]

مما استثني من مسائل هذه القواعد

استثني جواز إعطاء الرشوة للحاكم أو لمن يمنع الحق إلا بها، وذلك لكي يصل المعطي إلى حقه وذلك بعد استنفاذ كل الوسائل الشرعية المتاحة للوصول إلى الحق. وفي هذه الحال الإثم على الآخذ ومنها: إعطاء الكفار الفدية لفك الأسرى، وإعطاء شيء لمن يخاف هجوه ومنها: إذا خاف الوصي أن يستولي غاصب على مال اليتيم أو الوقف فله أن يؤدي شيئاً ليخلصه. ومنها:

---

[43] صحیح بخاری، 1124:3
[44] صحیح مسلم 99:1
[45] عبدالقدوس ہاشمی، مترجم مجلۃ الاحکام العدلیہ، اوقاف اکیڈمی، پنجاب، لاہور 81:2
[46] محمد خالد اتالسی، شرح مجلۃ اتالسی، مکتبہ حقانیہ، 77:1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

يجوز الاستقراض بالربا في حال الاضطرار –وذلک دليل زوال الرحمة والتعاون من قلوب المسلمين –وهذا من باب اختيار أهون الضررين ومنها: –يجوز طلب الجزية من الذمي مع أنه يحرم عليه إعطاؤها؛ لأن في إعطائها بقاءه على الكفر، وهو متمكن من إزالة الكفر بالإسلام. فإعطاؤه إياها إنما هو على استمراره على كفره وهو حرام [47] ...

مستثنیات: وہ صورتیں جہاں مطالبہ جائز ہے جبکہ فعل خود حرام ہو، بعض مخصوص حالات میں، جہاں عام اصول کے تحت حرام کام کا مطالبہ بھی حرام ہوتا ہے، کچھ استثنائی صورتیں ایسی ہیں جہاں مطالبہ جائز رکھا گیا ہے، مگر اصل فعل پھر بھی ناجائز ہے۔

جھوٹی قسم کا مطالبہ کرنا (اگر سچ ثابت ہونے کی امید ہو)، اگر مدعی (دعویٰ کرنے والا) سچ پر ہو، مگر مدعاعلیہ (جس پر دعویٰ کیا جارہا ہے) انکار کردے، تو مدعی کو حق حاصل ہے کہ وہ مدعاعلیہ سے قسم کا مطالبہ کرے، چاہے اسے معلوم ہو کہ وہ جھوٹی قسم کھائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مدعاعلیہ کے جھوٹی قسم نہ کھینے (کموں) کی صورت میں، حق واضح ہو سکتا ہے۔ یہاں پر جھوٹی قسم لینا حرام ہے، مگر اس کا مطالبہ کرنا کسی جائز مقصد کے لیے روادار کھا گیا ہے۔

غاصب (ظالم) سے حق واپس لینے کے لیے کچھ دینا جائز ہے، اگر کسی ظالم نے کسی یتیم یا نابالغ کے مال پر قبضہ کر لیا ہو، اور وصی (سرپرست) کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو اور وصی کو یقین ہو کہ غاصب جھوٹی قسم کھا کر مال ہڑپ کر لے گا، تو اس کے لیے کچھ مال دے کر یتیم کا حق واپس لینا جائز ہو گا۔ اس صورت میں، حرام فعل (رشوت لینا) تو غاصب کے حق میں ہے، مگر وصی کے لیے مجبوری کی حالت میں کچھ دینا جائز ہے۔ جزیہ کا مطالبہ کرنا جائز ہے، مگر دینا حرام ہے، جزیہ کا مطالبہ غیر مسلموں (ذمیوں) سے جائز ہے، مگر ذمیوں کے لیے اسے دینا حرام ہے، کیونکہ وہ اسلام قبول کر کے جزیہ سے بچ سکتے ہیں۔ یہاں جزیہ کا مطالبہ شریعت کے ایک ضابطے کے تحت ہے، مگر غیر مسلم کے لیے خود کو کفر پر باقی رکھ کر اسے ادا کرنا ممنوع ہے۔

ان قواعد سے مستثنیٰ صورتیں۔

بعض صورتوں میں رشوت دینا جائز ہے۔۔۔

اگر کسی ظالم حاکم یا افسر کے بغیر رشوت دیے حق حاصل نہ ہو اور تمام شرعی ذرائع استعمال کرنے کے باوجود انصاف نہ ملے، تو اس صورت میں رشوت دینا جائز ہو گا۔ تاہم، گناہ لینے والے پر ہو گا، کیونکہ وہ ناحق کسی کا حق روک رہا ہے۔

جنگی قیدیوں کو چھڑانے کے لیے کفار کو فدیہ دینا۔۔۔

اگر مسلمانوں کے قیدی دشمن کے قبضے میں ہوں، تو ان کی رہائی کے لیے کفار کو فدیہ دینا جائز ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی کی جان، عزت یا مال کو کسی دشمن کے طنز یا حملے کا خطرہ ہو، تو اسے کچھ دینا جائز ہے۔

یتیم یا وقف کے مال کو ظالم سے بچانے کے لیے رقم دینا۔

اگر کسی وصی (سرپرست) کو یہ خدشہ ہو کہ کوئی ناصب یتیم یا وقف کے مال پر قبضہ کر لے گا، تو وہ اس مال کو بچانے کے لیے کچھ دے

اضطراری حالت میں سود پر قرض لینا۔۔۔

جب کوئی شدید مجبوری ہو اور یہ اراستہ نہ ہو، تو سود پر قرض لینا جائز ہو گا۔ لیکن یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے رحمت اور باہمی تعاون ختم۔ یہ اصول "کم نقصان دو چیز کو اختیار کرنا" (اختیار اہون الضررین) کے تحت آتا ہے۔

ذمیوں (غیر مسلم رعایا) سے جزیہ لینا جائز ہے۔۔۔

[47] ابن نجیم ،الاشباہ والنظائر،348:1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

شریعت میں غیر مسلموں پر جزیہ فرض ہے، حالانکہ دینا ان کے لیے شرع ناپسندیدہ (حرام) ہے۔ کیونکہ جزیہ ادا کرنا ان کے کفر پر قائم رہنے کی علامت ہے، جبکہ ان کے لیے بہترین راستہ اسلام قبول کرنا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلام قبول نہیں کر رہے، اس لیے ان پر جزیہ عائد ہوتا ہے۔ یہ مستثنیات ظاہر کرتی ہیں کہ اسلامی قانون میں عمومی اصولوں کے باوجود بعض استثنائی حالات میں مخصوص اقدامات جائز ہوتے ہیں، تاکہ ظلم سے بچاؤ، کم نقصان، اور انصاف کا حصول ممکن ہو۔

ادعی دعوی صادقۃ فانکر المدعیٰ علیہ تحلیفہ

الجزیۃ یجوز طلبھا من الذمي مع أنہ یحرم علیہ إعطاؤھا، لأنہ متمکن من إزالۃ الکفر بالإسلام فإعطاؤہ إیاھا إنما ھو لاستمرارہ علی الکفر وھو حرام. والأولی منقولۃ عندنا ولم أر الثانیۃ[48]

جزیہ کا مطالبہ، جبکہ اس کا ادا کرنا حرام ہے، اسلامی حکومت کے لیے غیر مسلموں (ذمیوں) سے جزیہ کا مطالبہ جائز ہے۔ لیکن ذمیوں کے لیے اسے ادا کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ: وہ اسلام قبول کر کے جزیہ سے بچ سکتے ہیں۔ جزیہ کی ادائیگی دراصل ان کے کفر پر باقی رہنے کا تسلسل ہے، اور کفر پر قائم رہنا خود حرام ہے۔

اس قاعدے کے عام اطلاق سے دو اہم مسائل مستثنیٰ کیے گئے ہیں، یعنی یہاں کسی حرام فعل کا مطالبہ جائز رکھا گیا ہے۔ سچا دھوئی اور جھوٹی قسم (تحلیف) کا مطالبہ، اگر کسی نے سچائی پر مبنی دعویٰ کیا، لیکن مدعا علیہ (جس پر دعویٰ کیا جا رہا ہے) انکار کر دے، تو مدعی

دعوی کرنے والا) کو یہ حق حاصل ہو گا کہ دو مدعا علیہ سے قسم کھانے کا مطالبہ کرے، اگرچہ اسے معلوم ہو کہ وہ جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ یہ رعایت اس لیے دی گئی ہے کہ اگر قسم کا مطالبہ ہی ناجائز قرار دیا جائے تو عدالتی نظام میں حق ثابت کرنے کا ایک اہم ذریعہ ختم ہو جائے گا۔ یعنی یہ مطالبہ اس امید پر کیا جاتا ہے کہ جھوٹا شخص قسم کھانے سے انکار کر دے (نکول کرے) اور اس سے حق واضح ہو جائے۔ اس استثناء پر بعض فقہاء کا اختلاف ہے، کیونکہ کچھ فقہاء کے مطابق یہ بات اس اصول پر مبنی ہے کہ غیر مسلم شریعت کی تمام احکامات کے مخاطب ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک وہ صرف ایمان قبول کرنے کے مخاطب ہیں، فروعی احکام کے نہیں۔

خلاصہ کلام

یہ قاعدہ اسلامی اخلاقیات اور قوانین کو محفوظ رکھنے کا ایک اصولی ضابطہ ہے۔ اس کے مطابق، نہ صرف گناہ کرنا ممنوع ہے، بلکہ کسی دوسرے کو اس گناہ کے لیے کہنا، اس پر مجبور کرنا، یا اس کا مطالبہ کرنا بھی ناجائز ہے۔ یہ اصول معاشرتی انصاف اور عدل کی بنیاد قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ، جو عمل شریعت میں حرام ہے، اس کا مطالبہ، اس پر معاونت، یا اسے حاصل کرنے کی کوشش بھی حرام ہو گی۔ فقہی قاعدہ "ما حَرُمَ فِعْلُہُ حَرُمَ طَلَبُہُ اسلامی قانون میں سد الذرائع (برائی کے دروازے بند کرنا) کے اصول پر مبنی ہے۔ اس کا مقصد معاشرے میں برائی کی ہر ممکن شکل کو ختم کرنا ہے، تاکہ نہ صرف گناہ بلکہ گناہ کی طرف لے جانے والے تمام راستے بھی بند کیے جا سکیں۔

[48] ابن نجیم ،الاشباہ والنظائر،348:1